ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

جعفر بلوچ اور حمیدہ شاہین کی شاعری پر اقبال کے اثرات

Iqbal's influence on the poetry of Jafar Baloch and Hamida Shaheen

عرفانہ کوثر

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، مسلم یوتھ یونیورسٹی اسلام آباد

محمد عثمان ارشد

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، مسلم یوتھ یونیورسٹی اسلام آباد

شازیہ اشرف

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، مسلم یوتھ یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract:
Poetry is a process of brilliant reflection of burning emotions and moving thoughts. Poetry is a mirror of consciousness and understanding and emotions and feelings. Dr. Allama Muhammad Iqbal is the name of an era. An era in which the past and the future were mixed. A commitment whose candlestick is taken from the past and whose light will be beneficial for the future. Numerous poets are seen following Iqbal's style and thought, including the names of Jafar Baloch and Hamida Shaheen. These two poets have adopted Iqbal's thought in their poetry, due to which Iqbal's poetry is influenced by these poets. Dr. Jafar Baloch was born in 1947 in Leh district, his original name was Ghulam Jafar. He has a prominent position in Urdu literature as a researcher, poet, critic, educator and Iqbalist. Hamida Shaheen was born in Sargodha.

Keywords: consciousness, feelings, era, candlestick, light, memorizing, beneficial and Urdu literature.

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ایک عہد کا نام ہے۔ ایک ایسا زمانہ جس میں ماضی اور مستقبل کی آمیزش پائی جاتی تھی۔ ایک ایسا عہد جس کی شمع کا دھاگہ ماضی سے لیا گیا اور جس کی روشنی مستقبل کے لیے سود مند ہو گی۔ اقبال نے اپنے اجداد سے تعلق اور روایت کو اپنے عیال میں دیکھنے کا خواب دیکھا اور اس خواب کی تکمیل کو اپنی آنے والی نسل سے منسلک کر دیا۔ انھوں نے اپنی شاعری سے نہ صرف اصلاحِ معاشرہ کی بلکہ اس قوم کو یہ احساس بھی دلایا کہ اس معاشرے کا وجود بھی اسی قوم کے ماتھے کا جھومر ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے عشق و عقل، قومیت، خود شناسی اور فکر انگیزی کا فروغ دیا۔ ان کی شاعری نہ صرف اسلام اقدار کی پیش خیمہ ہے بلکہ انھوں نے تمام عالم میں تمام ثقافت کو فروغ دیا۔ ان کو شاعرِ مشرق صرف اس بنا پر کہنا بے جا ہو گا کہ ان کی پیدائش برصغیر پاک ع ہند میں ہوئی جبکہ ان کا کلام تمام عالم کے لیے ہے۔ بے شمار شعرا اقبال کے اندازِ بیاں اور سوچ کی پیروی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جن میں جفر بلوچ اور حمیدہ شاہین کے نام بھی شامل ہیں۔ ان دونوں شعرا نے اپنی شاعری میں اقبال کی فکر کو اپنایا ہے جس بنا پر ان شعرا کی شاعری پر اقبال کی شاعری کے اثرات ملتے ہیں۔

جعفر بلوچ:

ڈاکٹر جعفر بلوچ ضلع لیہ میں ۱۹۴۷ء میں پیدا ہوئے ان کا اصل نام غلام جعفر تھا۔ ان کو محقق، شاعر، نقاد، معلم اور ماہر اقبالیات کے طور پر اُردو ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ نعت گوئی میں اُن کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ پیشہ ورانہ طور پر تدریسی شعبے سے وابستہ تھے۔ بطور پروفیسر وحدت کالج لاہور میں اپنی خدمات انجام دیں اور وہی سے ریٹائر ہوئے۔ ۲۷۔ اگست ۲۰۰۸ء میں لاہور پاکستان میں وفات پائی۔ جعفر بلوچ کی نمایاں خدمات درج ذیل ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

- اقبالیات اور اسد ملتانی
- علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان
- بر سبیل سخن (نظمیں)
- مجالس اقبال (تحقیق و تنقید۔ اقبالیات)
- بیعت (نعتیہ کلام)
- اقلیم (غزلیں، نظمیں)
- اقبال شناسی اور سیارہ (اقبالیات)
- اشارات (پروفیسر ساقی الحسینی کے مضامین کی تدوین)
- محاکمہ (دیوان غالب نسخہ لاہور، مسروقہ)
- مشارق (حضرت اسد ملتانی کے مجموعے کی ترتیب و تدوین)
- ارمغان نیاز (راجا عبد اللہ نیاز کے بارے میں مضامین کا انتخاب)

جعفر بلوچ کی شخصیت پر اقبال کے اثرات کا اندازہ ان کی شاعری سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کسی حد تک اقبال سے متاثر تھے اور ان کی شاعری میں یہ اثرات کس حد تک دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان کا مجموعہ اقلیم "غزلوں اور نظموں پر مشتمل ہے جو اُن کی شخصیت کے مختلف روپ ہمارا سامنے لے کر آتا ہے۔ ۱۲۷ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی آخری ۴ نظموں کا عنوان ہی "اقبال روح اقبال کا احتجاج" اداس اقبال" "ماہر اقبالیات ہے۔ ہم انھیں نظموں کے حوالے سے بالخصوص آپ کی شاعری پر اقبال کا عکس دیکھیں گے اور بالعموم جعفر بلوچ کے اسلوب سخن پر ایک نظر ڈالیں گے۔ جعفر بلوچ بظاہر چپ کا لبادہ اوڑھے ہوئے رکھتے تا ہے مگر شاعری سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیسے اپنے عہد کے در آنے والے قارئین پر کھولتے چلے جاتے ہیں۔ پروفیسر صابر لودھی جعفر بلوچ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

> "جعفر بلوچ چپ کا گنبد ہے لیکن اگر کوئی ظاہر سے دھوکا نہ کھائے اور گوش شنوار کھتا ہو تو اُسے معلوم ہو گا کہ اس گنبد میں عہد عہد کی آوازیں گونجتی ہیں"(۱)

جعفر بلوچ کی شاعری ہماری روایات کی عکاسی کرتی ہے کیونکہ اچھا تخلیق کار بھی اپنی روایات سے الگ ہو کر نہیں رہ سکتا۔ اس لیے ان کے نعتیہ کلام "بیعت" کو دیکھیں یا پھر" اقلیم کی نظموں اور غزلوں کو سب سے اچھی شاعری کی تمام خصوصیات موجود ہیں جو ان کے رنگ سخن کی عکاس ہیں پروفیسر تحسین فاروقی جعفر بلوچ کی غزل گوئی کے بارے میں کہتے ہیں کہ

> "جعفر کی غزل سے اُن کے تصور زندگی، تصور معاشرت او گہرے تہذیبی شعور کا اظہار ہوتا ہے وہ زندگی گزارنے کے لئے خلوص کو لازمی قرار دیتے ہیں"(۲)

عقل و عشق، ردیف و قوافی، طنزیہ اشارات، تخیل آفرینی، معاشرتی اثرات، صداقت گوئی، انسان دوستی، دینداری، وغیرہ ان کی تخلیق میں نظر آنے والی اہم خصوصیات ہیں۔ زندگی کے بارے میں اُن کا فلسفہ اقبال کے تصور زیست کا عکاس ہے اقبال کے نزدیک مسلسل حرکت و جستجو کا نام ہے کہ انسان صرف خیالی دنیا میں نہ رہے بلکہ عمل کرتے ہوئے اس کو تسخیر کرے کیونکہ اس کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت خاتم عالم
جہاد زندگانی میں یہ مردوں کی شمشیریں(۳)

اقبال کے نزدیک مرد مومن وہ ہے جو تمام اسلامی صفات سے مالا مال ہے جس کی زندگی جہد مسلسل کی طرح گزر رہی ہو اور وہ آنے والے لوگوں کے لیے مشعل راہ بنے خدا کا نائب ہونے کی حیثیت سے خود کو بچانے اور ارفع ذات حاصل کرے۔ جعفر بلوچ کی غزلوں میں عشقیہ تصورات کمال درجے پر ہیں لیکن وہ قول اور عشق دونوں کو لازم ملزوم سمجھتے ہیں۔ عقل کا فلسفہ اقبال کے تصورات کا عکاس ہے تو عشق نجفی میں بھی وہ انہی تصورات کو مد نظر رکھتے ہیں یہ وہی عقل ہے جس کو علامہ اقبال نے خواہش نورانی کہا ہے۔

بے خطر کو د پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تما شائے لب بام ابھی(۴)

اقبال کے نزدیک یہ عشق ہی ہے جو تمام مراحل بآسانی طے کرلیتا ہے جبکہ جعفر بلوچ عشق کی کارستانیوں کا اظہار اس انداز سے کرتے ہیں کہ

ہم بھی عشق کا دم بھرتے ہیں ہم نے بھی سن رکھا ہے
عشق کرشمہ ساز ہے جو اتھلوں کو اتھاہ کرے(۵)

اقبال کی شاعری میں ہمیں جابجا عشقیہ واردات ملتی ہیں جو بالآخر عشق حقیقی سے جاملتی ہیں۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں(۶)

جعفر بلوچ کا عشق انسان پر شعور کی گرہیں کھول دیتا ہے اور وہ اپنی زیست کا مقصد حاصل کرنے کا میاب ہو جاتا ہے یوں وہ عشق و عقل کو لازم و ملزوم قرار دیتے ہوئے انسان کو عرفان ذات کے اعلیٰ درجے پر پہنچا دیتا ہے۔ جعفر بلوچ کی شاعری میں طنزیہ تصورات نظر آتے ہیں جو اقبال کے کلام کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ انہوں نے زندگی اور معاشرتی ناہمواریوں کو اپنے طنز کا نشانہ بنایا ہے طنز کے پیچھے طنز نگار کا جذبہ نفرت ہوتا جس کی عکاسی وہ اپنی تخلیق میں کرتا ہے۔ معاشرے میں پائی جانے والی منافقتوں پر کھلے کام طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ملکیشی کے حق میں ووٹ اتنے ہو گئے
ہم کہتے رہتے اللہ بس باقی ہوس(۷)

آدمی کی عکاسی کرتے ہیں کہ انسان اپنا اصل مقام کھو چکا ہے اور ہوس میں اس طرح گم ہو گیا ہے کہ تمام رشتوں کو چھوڑ کر خود غرضی کا شکار ہوا چاہتا ہے علامہ اقبال اپنی شاعری میں جابجا انسان کو اپنا مقام یاد رکھنے کی تلقین کرتے ہیں اور اُس کو اپنا مقصد حیات جاننے کی ہدایت کرتے ہیں تاکہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکیں۔

بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی(۸)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اقبال سے اپنی عقیدت کی اظہار اپنی نظم اقبالؒ میں کرتے ہیں اس میں انھوں نے علامہ اقبال کی شخصیت کے ہر روپ کو اکٹھا کر دیا ہے کہ آپ کا شخصی خاکہ سامنے آجاتا ہے جو اس بات تھی عکاس ہے کہ جعفر بلوچ علامہ اقبال سے کس حد تک متاثر تھے اور اقبال شناسی میں نمایاں مقام رکھتے تھے کہتے ہیں۔

حضر نگاہ تھا اقبال رحمتہ اللہ علیہ
دلیل راہ تھا اقبال رحمتہ اللہ علیہ
سیاست و مدنیت میں اہل مشرق کی
اُمید گاہ تھا اقبال رحمتہ اللہ علیہ(۹)

نظم میں وہ اقبال کی نگاہ فرینی، عشق و جنون، دلیل برہانی، طاقت قلمی، طرز کلام، خدا بینی، خود بینی، سیاست، مدنیت، اہل مشرق سے لگاؤ، اہل مغرب پر طنز، بت پرستی میں جدت پرستی جیسی خصوصیات کا تذکرہ ہے جو تمام اقبال کی شخصیت اور ان کے کلام کا احاطہ کرتی اور جعفر بلوچ کی شاعری میں اقبال سے محبت کی گواہ ہیں۔ ماہر اقبالیات "اس سلسلے کی ایک اور نظم ہے جو جعفر بلوچ نے خود اپنے آپ کے بارے میں بطور میں بطور ماہر اقبالیات لکھی ہے کہتے ہیں۔

ہیں یہ بھی ماہر اقبالیاتان سے ذرا ملیے
اور ان کو داد دیجیے ان کی اس اقبال مندی پر(۱۰)

اقبال کے اثرات کے حوالے سے اہل علم. جانتے ہیں۔ اس کا ذکر انہوں نے اس نظم میں کیا ہے کہ طویل وقت وہ قلم سے رابطہ رکھتے ہوئے ہیں اور اُن کے علمی ذوق پر اقبال کا گہرا اثر ہے اور ان کی فکر پر اقبال کا اثر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں اقبال کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ خود کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے کلیات اقبال نہیں پڑھی جبکہ اس کے پوشیدہ معنی یہ بتاتے ہیں کہ انھیں اس کی تمام تر تفصیل نظم کے اعراب یہاں تک کے نظم کے لفظوں کی گنتی پر بھی عبور حاصل ہے اس کے تمام فنی محاسن، اسلوب کے رنگ، ردیف و قوافی غرض ہر پہلو پر جعفر بلوچ کو عبور حاصل ہے۔ نظم "ایک مکھڑا اور لکھی" سے متعلق تمام تر تفصیل کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا ہے۔ کہ وہ کب کب اور کہاں پر بیٹھتی ہے۔ دکنی تحقیق کے باوجود کہتے ہیں کہ مجھ سے نظم کے معنی میں نہ پوچھے جائیں یہ مجھ سے نہیں بیان کئے جائیں گے جعفر اقبال کے نظریہ خودی اور بے خودی سے بے حد متاثر ہیں وہ بتاتے ہیں کہ کس طرح اقبال جانتے تھے کہ انسان اپنی خودی کو بچانے اور خود آگاہی سے خدا بینی تک کا سفر طے کر کے اپنا مقصد حیات اپنائے۔ اپنی نظم "روح اقبال کیا احتجاج" میں لکھتے ہیں۔

خودی اور بے خودی کا ربط باہم
تبابا میں نے ہیں ملزوم و لازم(۱۱)

اقبال اپنی نظم "ساقی نامہ" نے خودی کی قوت اور تعمیر خودی کے تمام عنام تفصیل سے بیان کئے ہیں کہتے ہیں اقبال کی شاعری کا مرکز انسان ہے کی خودی ہے وہ اس کو تلاش کر کے اعلیٰ وارفع مقام حاصل کر لیتا ہے کہتے ہیں کہ انسان کی تمام کامیابیوں کا انحصار خود شناسی پر ہے۔

خودی کیا ہے راز درون حیات
خودی کیا بیداری کائنات(۱۲)

"اسرار خودی "میں خودی کی تعریف تشکیل، عناصر، ارتقائی منازل، ماخذ اور فتوحات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ یہ تمام کلام خودی کے گرد گھومتا ہے۔ جعفر بلوچ علامہ اقبال کی روح کی طرف سے احتجاج کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس قوم کو ہر چیز میں نے سکھائی کہ وہ دنیا پر اپنا غلبہ قائم کر سکیں لیکن حضرت انسان اپنا اصل مقام فراموش کر چکا ہے کہتے ہیں۔

غرض سب راز کھولے زندگی کے
نہ چھوڑا میں نے کوئی مسیم(۱۳)

اقبال کی روح سر یا احتجاج ہے کہ میں نے انسان کو ہر طرح کا علم و ہنر اور رازِ کائنات سیکھائے۔ ان میں کچھ بھی پوشیدہ نہیں رکھا ہوا، اسی بات کو اقبال اس طرح سے بیان کرتے نظر آتے ہیں۔

سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے
آدم کو سکھاتا ہے آداب خداوندی(۱۴)

ان سب کے باوجود اگر انسان دنیا میں اپنا مقام نہ پہچانے تو روح اقبال کا شکوہ تو بجا ہے جس کو جعفر نے اپنی نظم میں خوبی بیان کر دیا ہے۔ اقبال کو قرآن کا شاعر کہا جاتا ہے قرآنی تعلیمات کا پیغام اپنی شاعری میں جابجا وہ اُمت کا مسلمہ کو دیتے نظر آتے ہیں جعفر بلوچ اسی مقصد حیات کو انسان. کو سمجھانے کی خاطر کہتے ہیں کہ ابھی بھی اقبال کا پیغام ہمیں مسلسل نظر آرہا ہے کہ اسلام پر کاربند رہیں۔ اقبال کی شاعری میں خالق کائنات اور نبی ﷺ کا ذکر کثرت سے ملتا ہے جن کا کلام قرآنی آیات کا حامل ہے فکر اقبال میں نبی ﷺ سے والہانہ محبت نظر آتی ہے۔ جعفر بلوچ اپنی شاعری میں نظم "ہو اللہ احد" میں خدا سے عقیدت کا اظہار یوں کرتے نظر آتے ہیں۔

کرتا ہے اہل درد کی دل بستگی وہی
دیتا ہے ظلمتوں میں ہمیں روشنی وہی(۱۵)

نبی ﷺ سے محبت وعقیدت کا سلسلہ مختلف نعتیں لکھ کر جاری رکھا ہے۔ نعتوں پر مشتمل اُن کا مجموعہ "بیعت" ہے۔ جعفر بلوچ کی شاعری میں مغربی نظریات کی عکاسی کرتے ہوئے مسلمانوں کی حالت زار کو بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان اپنا مقام بھول کر مغرب کی چکا چوند کے پیچھے لگ چکے ہیں جبکہ ان کو اس کے پس پشت ان کی چالیں نظر نہیں آتی کہ در حقیقت وہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے توڑنا چاہتے ہیں اور ایسا تب ہی ممکن ہے جو ان میں اتفاق نہ رہے، نظام حکومت اگرچہ مسلمان جمہوری اپنائے ہوئے ہیں مگر اس کے تصورات بھی مسلم خلافت کے برعکس ہیں کہتے ہیں۔

اُلجھ کر رہ گئے آج تم مغرب کی چالوں میں
خلافت سے ہے کوسوں دور جمہوری تماشا بھی(۱۶)

اقبال مغربی تصور حکومت کو زہر قاتل سمجھتے ہیں اپنی نظم "طلوع اسلام" میں اقبال مغرب پر شدید تنقید کرتے نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مشینی حکمرانی ہے کہ انسان ہی انسان پر مسلط ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ابھی تک آدمی قید زبون شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انسان نوع انسان کا شکاری ہے
نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ مناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے(۱۷)

جعفر اقبال کی نظمیں منظر نگاری کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہیں۔ مختلف الفاظ و تراکیب کا استعمال کرتے ہوئے وہ پوری تصویر کسی بھی منظر کی قاری کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ موج، پھول، آبشار، آب گل، خزاں، برگ و بہار جیسے الفاظ کا چناؤ ان کی اس خاصیت کا عکاس ہے علامہ اقبال کی نظر خضر راہ کا ابتدائی انداز اور ساقی نام کی ابتداء دیکھیں تو پورا منظر ہمارے سامنے آکر کھڑا ہو جاتا ہے کہ عقل محو حیرت ہو جاتی ہے کہ الفاظ ہیں جو یا کوئی جادو کر دیا گیا ہو۔ بادل، ہمالہ، آرزو، کشمیر جیسی بے شمار نظمیں اُن کی منظر نگاری کی عکاس ہیں انہوں نے پہاڑ، دریا، گلہری، چڑیا، چرند پرند، طیور کے شاہین جیسے الفاظ کا استعمال بھرپور انداز سے کیا ہے۔ جعفر بلوچ نے "اُداس اقبال" کے عنوان سے نظم لکھی ہے۔ جس میں اقبال کی شخصیت اور فکر و فن کے تمام پہلو اجاگر کئے کہ اقبال موجودہ قوم سے ناراض و اُداس ہیں کیونکہ وہ اُن کے بتائے ہوئے راستے پر نہیں چل رہے ہیں، کہتے ہیں۔

وہ جس کے فیض نظر سے بدل گئے موسم
وہ جس کے وقت سے چمن در چمن بہار آئی
ابھی انیہ غم ورنج و ناصوری ہے
کہ اس کے خواب کی تعبیر ابھی اُدھوری ہے(۱۸)

علامہ اقبال نے لوگوں کو فلسفہ ذیست دیا اُن کو اپنا مقام پہچاننے کا فن دیا۔ سکندری و حکمرانی کے اسرار و رموز سکھائے مگر حضرت انسان ان کے بتائے تمام اصولوں کو پس پشت ڈال چکا ہے اس وجہ سے اقبال نوحہ کناں ہیں کہ ان کے خواب کی تکمیل نامکمل رہ گئی ہے اور ایسا تب ہی ممکن ہے جب انسان خود آگاہی کی منازل طے کرے اور بام عروج کو پہنچے۔ جعفر بلوچ کو ہم اقبال شناسی حوالے سے بھی جانتے ہیں۔ ان کی کتاب "اقبالیات اسد ملتانی" میں اُنہوں نے تفصیل سے اس ملتانی کی شخصیت کا احاطہ کیا ہے کہ کس طرح وہ اقبال شناس ہیں اور فکر اقبال ان کے تمام فکر اسلوب میں شامل ہے کہتے ہیں۔

"جناب اسد ملتانی کا شمار فکر اقبال کی تفسیر و توضیح اور تبلیغ و اشاعت کا کام کرنے والے اولون السابقون میں ہوتا ہے۔ "

(۱۹)

علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان کتب کے مصنف بھی جعفر بلوچ ہیں۔ اس کتاب میں آپ نے ظفر علی خان کی شخصیت اور فن پر علامہ اقبال کے حوالے سے اتنی تفصیل فراہم کی ہے کہ دونوں علم شخصیات کے تمام پہلو ہمارے سامنے اُجاگر ہو جاتے ہیں۔

"ان محسنین ملت کی تابندہ حیات وفتوحات اور اُن کے رخشندہ احوال و آثار کے مسلسل و مکرر مطالعہ سے ہم اپنی قومی زندگی کو از نو مضبوط و مستحکم بنا سکتے ہیں۔ یہی احساس علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان کی تصنیف کا بنیادی محرک تھا۔"

(۲۰)

جعفر بلوچ کی شخصیت و فن اس بات کی عکاس ہے کہ وہ کس حد تک علامہ اقبال سے متاثر ہیں ان کے کلام میں اقبال کا تمام تر فلسفہ موجود ہے اور اُمت مسلمہ کو عمل پر اُکساتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

حمیدہ شاہین:

حمیدہ شاہین سرگودھا میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد محترم غلہ منڈی میں دکان چلاتے تھے لیکن ادب سے خاص انس رکھتے تھے خصوصا پنجابی صوفی شعراء کا کلام ان کو ازبر تھا۔ عربی و فارسی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ مذہب سے خاص لگاؤ ہونے کی وجہ سے حمیدہ شاہین کی تعلم حفظ قرآن سے شروع کی۔ اپنے آٹھ بہن بھائیوں میں حمیدہ شاہین ساتویں نمبر پر ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کیا، گورنمنٹ کالجز میں بطور لیکچرار، پروفیسر اور پرنسپل تدریسی وانتظامی فرائض سرانجام دیئے۔ 1992 میں آپ کی شادی ڈاکٹر ضیاء الحسن سے ہوئی جن کا تعلق خالص علمی و دینی گھرانے سے تھا۔ شاعری اور تنقید اُن کے خاص شعبے تھے۔ "بار مسلسل"، "آدھی بھوک اور پوری گالیاں". اور "ازل سے "تینوں شعری مجموعے ڈاکٹر ضیاء الحسن کے ہیں۔ لہذا ادبی ذوق کا حامل رفیق حیات حمیدہ شاہین کا نصیب ٹھہرا اپنے شعری مجموعے "دشت وجود "کا انتساب انہیں نے ڈاکٹر ضیاء الحسن کے نام کیا ہے۔

" ضیاء کے نام
جن کے ساتھ
میں دوسری زندگی جی رہی ہوں۔"(۲۱)

حمیدہ شاہین کی تصانیف یہ ہیں۔

- دستک(شعری مجموعہ ۱۹۹۴ء)
- دوستی(افسانوی مجموعہ ۱۹۹۷ء)
- میری آپی(سوانحی ناولٹ ۱۹۹۸ء)
- مبادیات اسلام (۲۰۰۳ء)
- دست وجود (شعری مجموعہ ۲۰۰۵ء)
- زندہ ہوں (شعری مجموعہ ۲۰۱۰ء)

اردو ادب میں حمیدہ شاہین نظم اور غزل کے حوالے سے جانی جاتی ہیں اور تمام شعراء میں اُن کو انفرادی مقام حاصل ہے۔ ان کی شاعری کا تانیثی فکر، کائنات پر غور وفکر، سماجی سکھ، اخلاقی و سماجی اقدار، معاشرتی موضوعات، جبر واستحصال، عرفان خودی، وطنیت پرستی جیسے موضوعات کے گرد گھومتی ہے۔ ذیل میں ہم ان کی شاعری کا مطالعہ خصوصی طور پر علامہ اقبال کے حوالے سے اور عمومی طور پر ان کے فکروفن کے حوالے سے لیں گے۔ حمیدہ شاہین کی شاعری پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب ان کی زندگی میں کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ اللہ اور حضرت محمد ﷺ سے ان کا تعلق کتنا مضبوط ہے اپنے شعری مجموعہ "دشک" کا آغاز حمد سے کرتی ہیں۔

میرے مولا مجھے روشنی بخش دے
مجھ کو عرفان دے آگا می بخش دے
جن کی سانسوں پہ، سوچوں پہ، جذبات پر
تیرا پہرہ ہو وہ زندگی بخش دے(۲۲)

نبی ﷺ سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے محمد ﷺ کے بعد نعت لکھتی ہیں اور آپ کی شان بیان کرتی ہیں۔

چاہیئے تو بس اسی کا التفات
باعث تخلیق عالم ہے جو ذات

زندگی ہے روشنی کا سلسلہ
ماہ تاباں آپ کی ہر ایک بات(۲۳)

علامہ اقبال کی شاعری کے اثرات آپ کے کلام پر اس طرح نظر آتے ہیں کہ اقبال کو قرآن کا شاعر کہا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا جائے تو اقبال مسلمانوں کے بارے میں نوحہ کناں میں کہ وہ مذہب سے پیچھے ہٹ گئے ہیں اور اپنا اصل مقام کھو چکے ہیں۔ نبی ﷺ سے عقیدت کی اظہار علامہ اقبال اس طرح کرتے نظر آتے ہیں۔ حمیدہ شاہین کی شاعری میں فلسفیانہ موضوعات بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں اور علامہ اقبال کو ہم بطور فلسفی جانتے ہیں وقت اور زمانے کا تسلسل اور ان میں انسانوں کا مقام اُن کا اہم موضوع ہے حمیدہ شاہین کی شاعری میں یہ تصورات عام دیکھے جاسکتے ہیں کہ انسان کس قدر بے بس اور لاچار ہے۔ نہ اپنی مرضی سے دنیا میں آتا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے دنیا سے جاتا ہے لیکن زندگی کے مسائل میں الجھ کر اپنی اس حقیقت کو بالکل فراموش کر چکا ہے۔

کیا اپنا دنیا میں آنا کیا جانا
وقت کے چلتے پانی میں بس ایک جھلک(۲۴)

عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ ادھوری خواہشات کی تکمیل کے لیے وہ کہتی ہیں کہ مجھے کچھ عمر کی مہلت مل جائے تاکہ میں اپنی خواہشیں پوری کرلوں۔ امجد اسلام امجد کہتے ہیں۔

"حمیدہ شاہین کی شاعری میں عمر اس کی لاحاصلی، اس کی اپنے آپ کو منوالینے والی قوت اور ہونی کو مانتے ہو۔ انہونی کی خواہش کا عمل، ہیست، خوبصورتی اور سچائی سے چہرہ کشا ہیں۔"(۲۵)

علامہ اقبال حضرت انسان کے بارے میں کہتے ہیں کہ تمہیں دنیا میں عارضی زندگی گزارنے کے لیے بھیجا گیا ہے، تم اپنے مقام کو پہچانو اور مقام ارفع حاصل کرو۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:۔

زندگی انسان کی ایک دم کے سوا کچھ بھی نہیں
دم ہوا کی موج ہے رم کے سوا کچھ بھی نہیں(۲۶)

حمیدہ شاہین نے اپنی شاعری میں محبت کے جذبے کو ایک نئے انداز سے پیش کیا ہے "دشت وجود" کی نظموں میں محبت اپنے تمام ترجلووں کے ساتھ نظر آتی ہے اس میں عورت کے تمام احساسات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ دست وجود کی نظموں میں انہوں نے عورت کے احساسات. کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔

چلو ہنسیں کھیلیں آج سکھیو
ہٹاؤ سب کام کاج سکھیو
میری کلائی میں پھول باندھو
یہی ہے میرا علاج سکھیو(۲۷)

علامہ اقبال کے کلام میں ہمیں محبت کے لطیف جذبات کا اظہار نظر آتا ہے وہ خوبصورتی سے اس جذبے کی عکاسی اپنے اشعار میں کرتے نظر آتے ہیں۔ اپنی شاعری میں انہوں نے لفظ ماں کا استعمال بھی اکثر مقامات میں کیا ہے۔ ماں کی حیثیت سے انہوں نے تمام خیالات کی عکاسی اپنی شاعری میں کر دی ہے اور اس ہستی کے تمام روپ ہمارے سامنے لاکر کھڑے کر دیئے ہیں۔ ماں اور بچے کی محبت ان کی شاعری کا خوبصورت ترین موضوع ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

ماں بن کر معلوم ہوا کیا ہوتی ہے
ماں کے دل کی وسعت چاست اور دعا(۲۸)

ماں جیسے خوبصورت جذب کی عکاسی علامہ اقبال نے اپنی نظم والدہ مرحومہ کی یاد میں کی ہے اور ماں کی تمام حیات کی مکمل تصویر کشی ہمیں اس میں نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال کے کلام میں ہمیں محبت کے لطیف جذبات کا اظہار نظر آتا ہے وہ خوبصورتی سے اس جذبے کی عکاسی اپنے اشعار میں کرتے نظر آتے ہیں۔ والدہ مرحومہ کی وفات کے بعد ان کے تاثرات کو کوئی اور شاعر اس طرح بیان ہی نہیں کر سکتا جس طرح آپ نے بیان کیا۔

لطف کلام کیا جو نہ ہوتی دل میں درد عشق
بسمل نہیں ہے تو تڑپنا بھی چھوڑ دے(۲۹)

سماجی حالات، معاشرتی رویوں اور اخلاقی اقداریں تمام تاثرات کو حمیدہ شاہین نے اپنی شاعری میں خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری کا اہم موضوع ہی معاشرتی عناصر تھے۔ اپنے کلام اس وہ جابی نوجوان نسل سے مخاطب ہو کر اُس کو معاشرے میں رعفان ذات کے حصول کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں اور وہ کبھی بھی نا امید نہیں ہوتے ہمیشہ ان کا انداز بیان مثبت نظر آتا ہے۔ حمیدہ شاہین کا انداز بیان بھی انہی تصورات کا عکاس ہے۔ وہ معاشرتی رویوں کا اظہار ضرور کرتی ہیں لیکن کسی پر بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتی وہ ان تمام مسائل کو خود پر حاوی نہیں کرتی بلکہ ان کے ذریعے انسانوں کو آگے بڑھنے کا درس دیتی ہیں۔ اس میں آپ نے خوبصورت انداز سے استعاراتی تراکیب کا استعمال کیا ہے انہوں نے عورت کو بھیڑ اور مرد کو رکھوالے سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح بھیڑوں کا رکھوالا اُن کی نگرانی کرتا ہے ان کو کہیں بھی جانے نہیں دیتا ہے، اسی طرح مرد عورت کی ہر حیثیت میں اس کی نگرانی کرتا نظر آتا ہے وہ کسی بھی صورت میں اُس کو آزاد نہیں رکھنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس کو ہر لحاظ سے اپنے تابع رکھنا چاہتا ہے۔ حمیدہ شاہین کی تحریروں بھی اہم موضوع تانشیت ہے اسی لیئے وہ اپنی شاعری میں عورت کے ہر روپ کی عکاسی کرتی نظر آتی ہیں۔

آپ نوجوانوں کو "شاہین" سے مماثل قرار دیتے ہیں اور اُس کو عمل پر اکساتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمہارا مقام محلوں کی آرام گاہ نہیں ہے بلکہ افلاک تک پہچانا اور کائنات کے پوشیدہ رازوں کو آشکار کرتا ہے۔ تصورات خودی کی بات کریں تو علامہ اقبال کی طرح حمیدہ شاہین کی شاعری بھی انسان کو عمل پر اکساتی ہے کہ وہ دوسروں پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے آپ کو پہچانے۔ بقول ڈاکٹر شائستہ حمید:-

"جوہر خودی کی نمود کا دوسرا نام وجود ہے اس لیے انسان کو اپنے وجود کا ثبوت لیے خودی کی نمود سے غافل نہ رہنا چاہیے خودی کی بھرپور غور انسان کو امر بنا دیتی ہے" (۳۰)

حمیدہ شاہین نے رنگ کی غزلوں میں تصور خودی کو ایک محرک تصور بنا کر پیش کیا ہے جس کو وہ تجسس کا نام دیتی ہیں۔ وہ جسم و روح باہمی تعلق کو سمجھ کر یہ جاننا چاہتی ہیں کہ ان سب سے آگے کیا ہے اسی تصور کو علامہ اقبال نے خودی کا نام دیا ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری میں خودی اور تربیت خودی کے تمام مراحل کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور انسان کو باور کروایا ہے کہ وہ ان تمام مراحل سے گزر کر ہی خدا کا نائب ہونے کا حق ادا کر سکتا ہے فلسفہ خودی سے بے خودی کے تمام مراحل طے کر کے انسان کائنات کے تمام رازوں تک پہنچ جاتا ہے یہی اقبال کی خواہش ہے۔ تصور عشق کی بات کریں تو حمیدہ شاہین کی شاعری فلسفیانہ فکر کی حامل ہے وہ عشق میں عقل کو برتر مانتی ہیں اور انسانی ذات کو اس میں ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتے نہیں دیکھنا چاہتی، لیکن بہت سے مقام پر وہ عقل کو محدود رکھتی نظر آتی ہیں اور عشق کو لا محدود جس کی وجہ سے پوری کائنات کا نظام چل رہا ہے۔

خرد کی کون سنتا ہے، یہ شہر عشق ہے اس میں
کوئی ناصح نہیں دکھ سا، کوئی رہبر نہ ٹھوکر سا(۳۱)

علامہ اقبال تصورات عشق میں عشق حقیقی اور مجازی ہر دو کی بات کرتے ہیں کیس پر عشق صرف مجازی ہے اور اس پر وہ مجازی عشق کو حقیقی خالق تک لے جانے کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اکثر مقامات پر وہ عشق میں عقل کو الگ کرتے نظر آتے ہیں۔ مندرجہ شعراء پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد سے ہم کہہ سکتے۔ ہیں کہ میں حمیدہ شاہین کی شاعری کا اہم وصف تانثیت ہے مگر فلسفیانہ فکر، دینی تصورات، عشقیہ تصورات، معاشرتی عناصہ تشبیہہ واستعارات کا استعمال اور استفہامیہ انداز بیان یہ تمام خصوصیات میں وہ کہیں نہ کہیں فکر اقبال سے متاثر نظر آتی ہیں۔

جعفر بلوچ اور حمیدہ شاہین کی شاعری کو ہم نے مختلف موضوعات کے حوالے سے دیکھا ہے جس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ دونوں شعرا نے علامہ اقبال کے کلام کے زیر اثر نہیں ہیں۔ ایک شاعر نے کسی انداز میں کلام اقبال سے اثر لیا ہے تو دوسرا اقبال شناسی کے حوالے سے اُن کا معترف ہے اور وہی جھلک اُس کی شاعری اور تنقیدی مضامین میں آ گئی ہے۔ ایک نے اُن کے فلسفیانہ اور حیات وموت کے تصورات سے اثر لیا ہے تو دوسرے نے کائنات کے اسرار و رموز اور فلسفہ خودی و بے خودی کو زیر بحث بنایا ہے۔ ایک نے معاشرتی طبقات کے تحت مختلف رویوں کی عکاسی کی ہے تو دوسرے نے معاشی اثرات کے تحت عام آدمی کے جذبات کی عکاسی کر دی ہے الغرض ایک نے اگر آپ کی شخصیت وکلام پر ااعتراضات لگائے ہیں تو ساتھ ساتھ معترفین نے ان اعتراضات کے جوابات تفصیل سے دیئے ہیں غرض کوئی گوشہ تشنہ طلب نہیں رہنے دیا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دونوں شعرا کا اسلوب بیان اور تخیلاتی انداز اُس سے فن کو دوسرے سے انفرادیت بخشتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ صابر لودھی، پروفیسر، مشمولہ اقلیم، لاہور، مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۶ء، ص ۱۱
۲۔ تحسین فاروقی، پروفیسر، جعفر بلوچ اور اُن کی اسلوب سخن مشمولہ اقلیم، لاہور، مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۶ء، ص ۳۰
۳۔ احمد ہمدانی، اقبال فکر وفن کے آئینے میں، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۵ء، ص ۱۱۷
۴۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اردو، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۳ء، ص ۱۲۰
۵۔ جعفر بلوچ، اقلیم، لاہور، مکتبہ عالیہ، ۱۹۸۶ء، ص ۴۲
۶۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اُردو، ص ۵۱
۷۔ جعفر بلوچ، اقلیم، ص ۹۰
۸۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال اُردو، ص ۲۸۴
۹۔ جعفر بلوچ، اقلیم، ص ۱۲۲
۱۰۔ ایضاً
۱۱۔ ایضاً، ص 124
۱۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، ص ۲۵۵
۱۳۔ جعفر بلوچ، اقلیم، ص ۱۲۴
۱۴۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، ص ۲۹۶
۱۵۔ جعفر بلوچ، اقلیم، ص ۳۵
۱۶۔ ایضاً، ص ۱۲

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

۱۷۔ محمد اقبال، علامہ،ڈاکٹر،کلیات اقبال،بک کارنر جہلم،۲۰۲۱ء،ص۱۳۹
۱۸۔ جعفر بلوچ،اقلیم، ص ۱۲۶
۱۹۔ جعفر بلوچ،علامہ اقبال اور اسد ملتانی مشمولہ اقبالیات اسد ملتانی اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۸۴ء،ص۲۶
۲۰۔ جعفر بلوچ،علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان،اقبال اکادمی،پاکستان،۱۹۹۵ء،ص۹
۲۱۔ حمیدہ شاہین،دشت وجود،لاہور،ملٹی میڈیا افیئر،۲۰۰۶ء،ص۷
۲۲۔ حمیدہ شاہین،دستک،لاہور،روشی پبلشرز،۲۰۰۵ء،ص۱۷
۲۳۔ ایضاً،ص۱۹
۲۴۔ ایضاً،ص۲۷
۲۵۔ امجد اسلام امجد،حمیدہ شاہین کی غزلیں مشمولہ دستک،لاہور،روش پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء،ص۱۴
۲۶۔ محمد اقبال،علامہ،ڈاکٹر،کلیات اقبال،ص ۲۱۳
۲۷۔ حمیدہ شاہین،دشت وجود،ص ۱۴
۲۸۔ ایضاً،ص۵۰
۲۹۔ علامہ محمد اقبال،کلیات اقبال،ص۶۲
۳۰۔ شائستہ حمید،ڈاکٹر،اقبال شناسائی،لاہور،نذیر سنز پبلشر،۲۰۱۳ء،ص۱۵۱
۳۱۔ حمیدہ شاہین،دستک،ص۲۸